Fikr-o-Nasar (Islamabad) 13:3 (1975)

حج ۔ پیغامِ وحدتِ انسانیت

عبدالرحمٰن طاہر سورتی

اسلامی تعلیمات کے موجب ہیئت اجتماعیہ انسانیہ ایک اُمت ہے اور اللہ اُن سب کا رب ہے ان ھٰذہٖ اُمتکم اُمۃ واحدۃ وانا ربکم فاعبدون (۲۱/۹۲) لیکن لوگ اس حقیقت کے ادراک میں اختلاف کر کے قافلۂ انسانیت کو سست رفتار بنا دیتے ہیں۔ چنانچہ اس حقیقت کا بار بار اعلان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کا سلسلہ جاری کیا، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت تسلیم کرنے والی جماعت (اُمۃ مسلمۃ) بنا کر اس کے ذریعہ انسانی وحدت کا درس جاری رکھا۔ دوسری طرف انسانوں کی جماعتیں مختلف فوارق و امتیازات کی بنا پر خود کو طبقات میں تقسیم کرتی رہیں۔ نئے نئے اصنام و اوہام اور نت نئی عصبیتیں پیدا کر کے خود کو بانٹتی رہیں، لیکن اللہ کے رسولوں نے یکے بعد دیگرے آ آ کر باصرار یہی کہا، "تم سب کا ایک ہی رب ہے، اسی کی اطاعت و تابعداری کرو" اور یہ کہ تم سب آدم کی اولاد ہو۔

لا الٰہ الا اللہ میں وحدتِ انسانیت، وحدتِ فکر اور وحدتِ کردار کی جو تعلیم سمو کر پیش کی گئی ہے "حج" کے ذریعہ اس تعلیم کو عملی جامہ پہنا کر مشہود کر دیا گیا ہے۔ یوں تو نماز روزہ اور زکوٰۃ بھی اسی فکر کے مختلف پہلوؤں پر عمل کا نام ہے۔ لیکن حج کے ذریعے وحدت انسانیت کی نشوونما کا جو انتظام کیا گیا ہے اس سے نہایت تفصیل اور کمال وضاحت سے اسلامی تعلیمات کا مدعا سامنے آ جاتا ہے یعنی یہ کہ انسانوں کا ایک معبود و الٰہ ہے اور یہ سب اس کے بندے ہیں۔ کائنات میں "ارباب متفرقون" نہیں لہٰذا یہاں ایک اللہ کے قوانین و احکام و سنن کی مخالفت میں کوئی قانون و حکم و سنت نہیں چلتی، انسانوں نے اپنے بانٹنے کے لئے جو نظریات و فلسفے گھڑے ہیں وہ "ارباب متفرقون" کے پیدا کردہ ہیں جو انسانیت کے لئے تباہ کن ہیں اور انہیں بالآخر نیست و نابود ہو جانا ہے۔ اللہ کے سوا دوسرے الٰہ باطل اور حق کے سوا باطل کی تمام قوتیں زائل ہیں۔

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مقامی اصلاحات سے فراغت پائی تو عالمگیر دعوتِ اسلام اور تبلیغی پروگرام کے تحت اِسی ہمہ گیر تعلیم کو عام کیا جس کے بعد انسانیت کی وحدت اور ترقی و آسودگی کی راہ میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہ سکتی۔ چنانچہ آپ کے وہ مکاتیب مبارکہ جو اس عہد کی سربرآوردہ حکومتوں کے سربراہوں کے نام جاری ہوئے ان میں اسی بنیادی تعلیم کو منوانے کی دعوت ہے۔

یا اھل الکتاب تعالوا الیٰ کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون ۝

(۳/۶۴)

اے اہلِ کتاب! آؤ ایک ایسے کلمے کو مان لیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر اپنے میں سے کسی کو رب بنائے، اب اگر وہ اس سے روگردانی کریں تو تم کہو کہ گواہ رہنا کہ بیشک ہم مسلم (ایک اللہ کے فرمانبردار) ہیں۔

یہی وہ کلمہ سواء ہے جس کے بعد ہیئت انسانیہ اپنی فلاح و بہبود کے ایک اعلیٰ اور عظیم تر مقصد کو سامنے رکھ کر متحدہ طور پر کائنات کی تسخیر کرتے ہوئے صراطِ مستقیم پر چل پڑتی ہے۔ اور اپنے رب کے نظام سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے۔ اس راہ پر مسلسل چلتے رہنے اور تیز رفتاری حاصل کرنے کے لئے انہیں ایک مادی و معنوی مرکز کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کے لئے بیت اللہ (کعبہ، حرم، قبلہ) کا انتخاب کیا گیا۔ یہاں انسانوں کا اجتماع ایک اللہ کو مان کر اپنے فکر و قول کی وحدت کا اعتراف کرتا ہے۔ تمام دنیا کے انسان جن میں نہ صرف مردوں اور عورتوں کو مساوات حاصل ہوتی ہے بلکہ کسی طبقہ نسل رنگ، قومیت، وطنیت، فقر و غنیٰ اور زبان و لباس کا اختلاف بھی تسلیم نہیں کیا جاتا۔ وحدتِ انسانیت کی خاطر اعلاء کلمۃ اللہ کو اپنا مقصد قرار دیتے ہوئے سب کے سب "لبیک اللھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک" کے نعرے بلند کرتے ہوئے جذبہ اخوتِ اسلامیہ و وحدتِ انسانیہ سے سرشار حاضر ہو جاتے ہیں۔

بتانِ رنگ و بو کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

توحیدِ الٰہی اور وحدتِ انسانیت لازم و ملزوم ہیں، حج اور مناسکِ حج اسی توحیدِ باری تعالیٰ اور وحدتِ انسانیت کے ترجمان ہیں۔ مسجدِ حرام (بیت اللہ) وہ عبادت گاہ ہے جس کے لئے قرآن پاک

کہتا ہے :

والمسجد الحرام الذی جعلناہ للناس	وہ مسجد حرام جسے ہم نے انسانوں کے لئے بنایا
سواءن العاکف فیہ والباد	ہے اور مقامی و غیر مقامی (باہر سے آنے والے)
(۲۲/۲۵)	کو اس میں برابری حاصل ہے۔

یہی وہ سب سے پہلا گھر ہے جو بلا تفریق و امتیاز تمام انسانوں کے لئے معرضِ وجود میں آیا ہے۔ اور جو تمام جہانوں کے لئے باعث ہدایت و خیر و برکت ہے۔

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ	بیشک سب سے پہلا گھر جو انسانوں کی بہبود کے لئے
مبارکا وھدی للعالمین (۳/۹۶)	بنایا گیا وہی ہے جو مکہ میں ہے اور تمام جہانوں کیلئے بابرکت و ہدایت ہے

اس گھر کی تاسیس امام انسانیت (انی جاعلک للناس اماما ۲/۱۲۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس وقت کرائی گئی جبکہ ابھی انسانیت بین الاقوامیت یا اپنی وحدت کا خواب بھی نہ دیکھ سکی تھی۔ امام انسانیت کے بنائے ہوئے اس مبارک گھر کو اللہ تعالیٰ نے قیام انسانیت کا ذریعہ کہا :

جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام	اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو باحرمت گھر اور انسانوں کے نشوونما
قیاما للناس (۵/۹۷)	پانے اور انکے اعتدال پر استوار رہنے کا ذریعہ بنایا ہے۔

اس گھر کو ایسا ٹھکانا قرار دیا ہے جہاں دکھی انسانیت اور خوف و خطر کے مارے ہوئے انسان بار بار پلٹ کر پناہ حاصل کرتے رہیں گے اور سکون کی متلاشی مضطرب و بے چین انسانیت کو اس کے درد کا درماں اور امن و امان میسر آتا رہے گا۔ جعلنا البیت مثابۃ للناس و امنا (۲/۱۲۵)

حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس سنت کی یادگار رہے جب انہوں نے وحدتِ انسانیت کے درمیان حائل ہونے والے اصنام کو چکنا چور کر کے طبقاتی امتیازات میں جکڑی ہوئی دنیا کو اس گمراہی سے نجات دلانے کے لیے نعرہ "لا احب الآفلین" بلند کرتے ہوئے کہا تھا۔

انی وجھت وجھی للذی	میں نے اپنا رخ یکسوئی سے اس ذات کی طرف پھیر دیا ہے
فطر السموٰت والارض	جس نے آسمانوں اور زمینوں کو فطرت پر پیدا کیا ہے اور
حنیفا وما انا من المشرکین (۶/۷۹)	میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں

لیکن انسانی شعور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وحدت انسانیت کی مہم کو اپنانے کی صلاحیت نہ رکھ سکا اور

ان کے بعد آنے والے رسولوں کی یاد دہانیوں کے باوجود اس نے انسانوں کو باہم گردست وگریباں کرنے کے لئے سینکڑوں بت تراش ڈالے حدیہ کہ اس نے ان ہی برگزیدہ ہستیوں کو انسانیت میں تفرقہ پیدا کرنے کا ذریعہ بنالیا جو انسانی وحدت کی داعی تھیں۔ انہوں نے اپنے مشائخ و علماء، ائمہ وصوفیاء اور علماء و انبیاء کو "اربابًا من دون اللہ" بنا کر انسانی وحدت کو پارہ پارہ کرڈالا، وطنیتوں، قومیتوں اور نظریوں کو ارباب بنا کر ان کے ذریعہ انسانوں کا بٹوارہ شروع کردیا اور ان ہی کو ایک باپ کی اولاد لڑانے کا سامان بنالیا۔ انبیاء ورسل ہوں یا احبار و رہبان، اوطان و اقوام ہوں یا نظریات و فلسفے ان میں سے کوئی بھی وحدتِ انسانیت کی راہ میں سدِ بن کر کھڑا نہیں ہوسکتا

ان ھی الا اسماء سمیتموھا انتم و آباؤکم ما انزل اللہ بھا من سلطان (۵۳/۲۳)

امام انسانیت، ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے ہدایت کی کہ وہ اللہ کے نام پر کسی قسم کا امتیاز برتے بغیر تمام انسانوں کو جمع ہونے کی دعوت عام دیں:

واذن فی الناس بالحج (۲۲/۲۷) اور آپ لوگوں میں حج کی منادی کردیجئے ؟

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا گیا تھا تو انہوں نے باری تعالےٰ سے عرض کی :

یارب وما یبلغ صوتی ؟ پروردگارا! بھلا میری آواز کہاں تک پہنچے گی ؟

باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

اذن وعلیّ البلاغ (۱) آپ منادی کردیجئے، آواز پہنچانا میرے ذمہ ہے۔

بالآخر خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدوجہد سے وہ "امت مسلمہ" کھڑی ہوئی جس کی دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمائی تھی، وہ امت جو تمام جہانوں کے بکھرے ہوئے انسانوں کو ایک تسبیح کی لڑی میں پرونے پر مامور ہوئی، وہی نبی اور اس کی وہ امت جس کے لئے ارشاد ہوا :

ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ وھذا النبی والذین اٰمنوا (۳/۶۸) یقیناً ابراہیمؑ سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس کے طریقہ کی اتباع کی اور یہ نبی ہے اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے۔

(۱) تاریخ طبری I ص ۲۸۶

قرآنِ مجید نے وحدت انسانیہ کو مضبوط اساس پر قائم کرنے کے لئے اس ابراہیمی دعوت کو تقویت بخشتے ہوئے کہا:

وللہ علی الناس حج البیت (۳/۹۷) اور انسانوں پر اللہ کے لئے حج بیت اللہ فرض ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

واتموا الحج والعمرۃ للہ (۲/۱۹۶) اور حج و عمرہ کو اللہ کے لیئے پورا کرو

حج کے لئے قرآنِ مجید کے یہ ارشادات تمام انسانوں کو اس طرح اپنے احاطہ میں لے لیتے ہیں کہ

حضرت ابن عمرؓ یا حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔

مامن احد من خلق اللہ الا علیہ عمرۃ وحجۃ (۱) خلقِ خدا میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس پر عمرہ و حج فرض نہ ہو۔

مذکورہ بالا دو آیات قرآنیہ سے استدلال کرتے ہوئے شیخ طوسی لکھتے ہیں:

لیس من شرط وجوب الحج الاسلام (۲) وجوب حج کے لئے اسلام کی شرط نہیں ہے۔

وہ لکھتے ہیں کہ مذکورہ بالا دو آیات قرآنیہ میں کافر و مسلم کی تفریق نہیں ہے۔ پھر وہ لکھتے ہیں:

وایضا جمیع الاخبار الواردۃ بوجوب الحج یتناول الجمیع (۳) نیز وجوب حج سے متعلق بیان ہونے والی جملہ روایات تمام انسانوں کو اپنے اندر لے لیتی ہیں۔

بلاشک اللہ تعالیٰ کی تعلیمات جملہ انسانوں کی بھلائی پر مشتمل ہونے کے باعث تمام انسانوں کے لئے واجب العمل ہوتی ہیں، منکرین تعلیمات اللہ کفر کرکے اپنا نقصان کرتے ہیں۔ وہ انسانیت کو بانٹ کر اپنی ترقی کی راہیں مسدود کر لیتے ہیں۔ اور نزاع و تفریق کے ذریعہ انسانیت کو پارہ پارہ کر کے اپنے لئے لامتناہی جنگوں کے دروازے کھول لیتے ہیں، تاہم وحدت انسانیت کی لڑی میں انسانوں کو پرونے کے لئے ایک بلند مقصد ضروری ہے اور وہ کلمہ توحید ہے۔ جس کے بغیر انسانوں کا اجتماع کسی خیر پر منتج نہیں ہوگا۔ مذکورہ بالا آیات قرآنیہ (۳/۹۷، ۲/۱۹۶) میں "للہ" اسی مقصد وحید کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ ایک اللہ کو ماننے والے ایک مرکز پر جمع ہو کر انسانی وحدت کو پختہ کرنے کی تدابیر سوچیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے ذریعے کس طرح وحدتِ انسانیت کی مہم کو تقویت بخشی اس کا

---

(۱) محلی ابن حزم ج ۷، ص ۴۳ (۲) کتاب الخلاف مطبوعہ نجف ۱۳۷۶ھ جلد ۱ صفحہ ۲۷۱ (۳) ایضاً

اندازہ ہم خطبہ حجۃ الوداع سے لگاتے ہیں، آپ نے فرمایا :-

ان الزمان قد استدار کھیئتہ یوم خلق اللہ السمٰوٰت والارض (۱)

زمانہ چکر لگا کر اب اپنی اسی حالت پر آگیا ہے جبکہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو بنایا تھا۔

اسی حج کے موقع پر آپؐ نے ارشاد فرمایا !

ایھا الناس! فان الشیطان قد یئس من ان یعبد بارضکم ھذہ ابدا، (۲)

اے لوگو! اب ہمیشہ کے لئے شیطان مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری اس زمین میں اسکی عبادت کی جائے

حجۃ الوداع کے اس خطبہ میں آپ نے وہاں جمع ہونے والوں کو "یا ایھا الناس" سے خطاب فرما کر اپنے پیغام میں پوری انسانیت کو شامل کر لیا، آپؐ نے !

ان دمائکم و اموالکم و اعراضکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھذا

تمہارے خون، اموال، عزت و آبرو اسی طرح باحرمت ہیں جیسے آج کا دن باحرمت ہے۔

کے ذریعہ وحدت و مساوات انسانی کی اصل عظیم کا اعلان فرمایا :

یا ایھا الناس! الا ان ربکم واحد وان اباکم واحد الا لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاحمر علی اسود و لا لاسود علی احمر الا بالتقوی (۳)

اے لوگو! غور سے سن لو کہ تمہارا رب ایک ہے اور تم سب کا باپ ایک ہے، یاد رکھو نہ کسی عربی کو عجمی پر برتری حاصل ہے اور نہ کسی عجمی کو عربی پر، نہ کسی سرخ فام کو سیہ فام پر نہ کسی سیہ فام کو سرخ فام پر، معیار فضیلت صرف تقویٰ ہے۔

تو آپ نے انسانوں میں تفریق پیدا کرنے والے تمام امتیازات مٹا کر ابدالآباد تک وحدت انسانیت کا اعلان فرما دیا۔ اور شرف و فضیلت کے صرف اس اساسی و مسلم معیار کو باقی رکھا جس کے حاصل کرنے میں تمام دنیا کے انسانوں کو یکساں اور مساوی مواقع دیئے گئے۔ یعنی خدا کا خوف، احساس ذمہ داری اور تقویٰ، قرآن مجید نے حج کی غرض و غایت کمال بلاغت سے یوں بیان فرمائی ہے :

لیشھدوا منافع لھم (۲۲/۲۸) تاکہ سب اپنے منفعت بخش کاموں کے لئے جمع ہو جائیں

---

(۱) سیرۃ ابن ہشام، مطبع حجازی قاہرہ جلد ۴ ص ۲۷۵ (۲) ایضاً (۳) مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۴۱۱

گویا اس عالمی اجتماع میں دنیا کے ہر علاقہ سے شامل ہونے والے لوگ اپنی اپنی صلاحیتوں اور مہارتوں سے دوسروں کو فیض پہنچائیں گے۔ علمی، صنعتی، تجارتی، سیاسی، اقتصادی اور سماجی ترقیوں اور تجربوں کا باہمی تبادلہ کر کے وحدتِ انسانیت کو مضبوط سے مضبوط تر کریں گے۔ جانب داری و تعصب کو کام میں لائے بغیر انسانی مفادات و مسائل کی عادلانہ نگرانی کریں گے۔ اور ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی کا اصول اپنے سامنے رکھیں گے۔

حضرت ابراہیمؑ سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک اور آپ کے بعد سے آج تک دنیا کو توحید کے اصول پر وحدتِ انسانیت کا اعتراف کرنے والی اس دینی تحریک کے سوا کوئی اور تحریک نہیں ملتی۔ یاد رکھیے۔ جو تحریکیں قوم و نسل یا رنگ و زبان و وطن یا قوت و طاقت اور فقر و غنیٰ کے جدا جدا پیمانوں کے امتیازات پر انسانوں سے معاملہ کریں گی۔ وہ ہرگز وحدتِ انسانیت تک نہیں پہنچ سکتیں اور جب انہیں فیصلہ کرنا ہوگا تو وہ طاقت کی بنیاد پر کمزوروں کے حقوق ہضم کریں گی یا دولت و اقتدار کے نشہ میں ضرورت مند و محتاج قوموں سے معاملہ کرتے وقت ڈنڈی مارنے میں نہ ہچکچائیں گی۔

الغرض حج کو وحدتِ انسانیت کا پیغام دینے میں جو فوقیت حاصل ہے وہ آج بھی بین الاقوامی اداروں سے علامہ اقبالؒ کی زبان میں یہ سوال کر رہی ہے۔

مکہ نے دیا خاکِ جنیوا کو یہ پیغام
جمعیتِ اقوام، کہ جمعیتِ آدم؟

خود علامہ اقبالؒ کے نزدیک اسلام کا مقصود فقط ملتِ آدمؑ ہے اور سرزمینِ حرم وحدتِ انسانیت کا رمز ہے:

حرم کا راز توحیدِ اُمم ہے